© rasailojaraid.com

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم

نظرات

احترامِ نسائیت؟

مغربی تہذیب و تمدن کے حامی کہتے ہیں کہ مرد پہلے زمانہ میں انتہائی خود غرض تھا وہ عورت کو اپنے لئے صرف تکمیل عیش کا ذریعہ سمجھتا تھا اس سے زیادہ اسکی نظر میں عورت کی وقعت یا اُس کی صنفی عزت و حرمت خاک نہیں تھی، اور اسی بنا پر اُسکو کھلی آب و ہوا، اور پُر فضا میدان و باغ سے دور چہار دیواری میں بند رکھتا تھا۔ اس کے برخلاف مغربی تہذیب احترامِ نسائیت کی جس کو انگریزی میں شِولری (Chivalry) کہتے ہیں پورے طور پر قائل ہے وہ عورت کو صنفِ لطیف بلکہ انسان کا نصف بہتر کہتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ آج عورت کو آزادی کے تمام حقوق مل رہے ہیں اور زندگی کے ہر شعبہ میں وہ مرد کا، مردانہ وار مقابلہ کر رہی ہو۔ کالجوں میں دفتروں میں، کارخانوں میں کھیل کے میدانوں میں، تفریح گاہوں میں یہاں تک کہ زمین چھوڑ کر آسمانی فضاؤں میں، ہر جگہ آج وہ مرد کی حلیف نہیں بلکہ حریف ہے، رفیقِ زندگی نہیں، بلکہ رقیبِ حیات بنکر کارزارِ ہستی میں سرگرم عمل ہو، یہ نتیجہ ہی نسائیت کے اُس جذبۂ احترام کا جو اوّل اوّل مرد کے دل میں پیدا ہوا، اور جس نے اُس کو مجبور کر دیا کہ وہ نسوانی آزادی پر سینکڑوں برس سے لگے ہوئے قید و بند کے قفل توڑ کر عورت کو بھی آزادی کی آب و ہوا میں سانس لینے کا موقع دے۔

سرِ دست اس بحث کو رہنے دیجئے کہ پہلے کے لوگ عورتوں کے معاملہ میں واقعی خود غرض تھے یا نہیں، اور یہ دیکھئے کہ آج جو کچھ کیا جا رہا ہی کیا دراصل وہ احترامِ نسائیت کے جذبہ پر مبنی ہے یا درپردہ اس کی بنیاد ایک نہایت ہی بھیانک قسم کی خود غرضی پر قائم ہی۔ یہ واقعہ ہے کہ ہر تمدن کے خصوصی امتیازات اُن نظریوں پر قائم ہوتے ہیں جو اس تمدن کے اربابِ فکر و ادب کی طرف سے وقتاً فوقتاً ظاہر ہوتے رہتے ہیں، عورت کے متعلق یورپ کی ذہنیت کیا ہو؟ اس کا اندازہ ملٹن کے اس مقولہ

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

سے ہوسکتا ہے Beauty is Nature's Coin, it must not be hoarded but must be current

(ترجمہ، خوبصورتی فطرت کا ایک سکہ ہے۔ اس کو جاری ہونا چاہیئے نہ کہ اسکو جمع کر کے رکھا جائے

پھر اس کے ساتھ فرائڈ (Froud) اور آجکل کے مشہور فلسفی برٹرنڈ رسل (Bertrund Russel) اور دوسرے لوگوں کی کتابوں کا مطالعہ کیا جائے تو یہ بات بالکل واضح ہوجاتی ہے کہ ہر قسم کے زبانی دعوٗوں کے باوجود عورت کی نسبت یورپ کی ذہنیت آج بھی نہایت خود غرضانہ اور ہوس پرورانہ ہے۔

برٹرنڈ رسل کی کتاب شادی اور اخلاق (Marriege and Morals) پڑھیے تو معلوم ہوگا کہ تمدن جدید کے ان علمبرداروں کے نزدیک نکاح کوئی مقدس معاہدہ (Sacred bond) نہیں بلکہ ایک طرح کا ٹھیکہ (Contract) ہو جس میں ہر فریق اپنے اپنے ذاتی نفع کو پیش نظر رکھتا ہے اور اگر اسکو اس ٹھیکہ کے توڑ دینے میں کوئی بڑی منفعت نظر آتی ہے تو وہ اس اقدام میں ذرا جھجک محسوس نہیں کرتا۔ اسی بنا پر وہاں شادی بھی کئی قسم کی ہوتی ہے مثلاً بعض لوگ واقعی محبت کی وجہ سے نکاح کرتے ہیں مگر آپ کو وہاں ایسے افراد بھی کثرت سے ملیں گے جن کا نقطہ نظر محض تجارتی ہوتا ہے یعنی جب وہ کسی عورت کا انتخاب کرتے ہیں تو اس نقطہ نظر سے کرتے ہیں کہ عورت کا تمول اور اس کا ذاتی رسوخ و اثر کس حد تک اُن کے پیشہ میں ممد و معاون ثابت ہوسکتا ہے۔ پھر برٹرنڈ رسل مشورہ دیتا ہے کہ شادی دو طرح کی ہونی چاہیئے۔ ایک عارضی اور ایک مستقل، یعنی پہلے عارضی شادی کر کے تجربہ کیا جائے کہ میاں بیوی بحیثیت زن و شو کامیاب زندگی بسر کرسکتے ہیں یا نہیں۔ اگر یہ تجربہ کامیاب ہو تو اس عارضی شادی کو مستقل کرلیا جائے ورنہ چند مہینوں تک ازدواجی زندگی کا تجربہ کرنے کے بعد دونوں اپنا اپنا راستہ دیکھیں اور شوہر اپنے لئے ایک نئی بیوی اور بیوی اپنے لئے ایک نیا شوہر منتخب کرلے۔

یورپ میں طلاق کے واقعات کیوں کثرت سے پیش آتے ہیں؟ کیا اسکی وجہ خود غرضی کے علاوہ کچھ اور بھی ہے؟ ہاں یہ صحیح ہے کہ آج عورت کو اعلیٰ سے اعلیٰ تعلیم کے زیور سے آراستہ کیا جارہا ہے اور اس کو زینت خانہ بننے کے بجائے رونق محفل بننے کی بھی عام اجازت ہے لیکن تھوڑی دیر کے لئے دل پر ہاتھ رکھ کر ایمان سے بتاؤ کہ کیا یہ سب کچھ اسلئے ہے کہ تم واقعی عورت کی صنف سے ہمدردی رکھتے ہو اور اُس کو لذائذ حیات اور آزادی سے متمتع کرنا چاہتے ہو؟ ہرگز نہیں بلکہ تم دل کی گہرائیوں

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

میں اُتر کر اندرونی اور نیم شعوری جذبات کا جائزہ لوگے تو اقرار کرنا پڑیگا کہ تم عورت کو تعلیم جدید سے بہرہ ور کرنا چاہتے ہو تو اسلئے نہیں کہ اس تعلیم کے ذریعہ خود عورت کی ذات کی تکمیل ہوگی۔ بلکہ محض اس لئے کہ اب تم کو غیر تعلیمیافتہ عورتوں سے گفتگو کرنے میں لطف حاصل نہیں ہوتا۔ تم اپنا مخاطب اُس عورت کو بنانا چاہتے ہو جو تمہاری طرح شعروادب کے ذوق کی مالک ہو اور مختلف اصناف سخن پر شیریں زبان میں تنقید کرسکے۔ اسی طرح اگر تم اُس کو بے حجابانہ باہر چلنے پھرنے کی اجازت دیتے ہو تو اس غرض سے نہیں کہ اس سے عورت کی صحت پر اچھا اثر پڑتا ہے اور دنیوی معاملات میں اُس کی نگاہ وسیع ہوجاتی ہے، بلکہ محض اس لئے کہ دوستوں میں اور سوسائٹی میں تمہاری وقعت ہو۔ ہر شخص تم سے ملاطفت اور خوش مزاجی سے پیش آئے اور لوگ تمہارے متعلق یہ کہیں کہ تم کیسی خوبصورت اور لائق و قابل بیوی کے شوہر ہو۔ اگر گستاخی نہ ہو تو یہ بھی کہا جاسکتا ہے کہ تم اپنی بیوی کو آزاد کرکے اُس کو دوستوں سے ملنے کا اسلئے موقع دیتے ہو کہ تمہارے دوستوں کی بیویاں اسی طرح تم سے ملاقات کریں۔ نیتوں کا عالم خدا کے سوا دوسرا کون ہوسکتا ہے؟ لیکن جب تعلیم جدید کے ساتھ بیشرمی و بیحیائی اور بے حجابی کے ساتھ عریانی و خودنمائی دیکھی جاتی ہے اور تم ان سب باتوں کو بخوشی گوارا کرلیتے ہو تو اس سے صاف طور پر یہی معلوم ہوتا ہے کہ تمہارا دعویٰ احترام نسائیت سراسر غلط اور بے بنیاد ہے اور تم یہ جو کچھ کر رہے ہو وہ خود غرضی اور نفس پرستی کا ایک بدترین مظاہرہ ہے۔ تم خود بھی فریب میں مبتلا ہو اور تم نے عورتوں کو بھی شدید ترین مغالطہ میں مبتلا کر رکھا ہے۔ نسائیت کا اصل جوہر شرم و حیا اور عزت و خودداری ہے۔ جب اسکا شیشہ ہی چکنا چور ہوگیا تو پھر احترام کہاں رہا۔ غالب نے شاید اسی قسم کے کسی موقع کے لئے کہا ہے ؎

کیا پوچھتا ہوں اُس بُتِ بیداد گر کو میں — خواہش کو احمقوں نے پرستش دیا قرار

بڑی مشکل تو یہ ہے کہ تم عورتوں کی فلاح و بہبود سے متعلق جب کبھی کچھ سوچتے ہو تو اپنی ذاتی منفعت کے نقطۂ نظر سے سوچتے ہو، اگر تم واقعی اس صنف کے ہمدرد اور بہی خواہ ہو تو اپنے نفسانی جذبات سے یکقلم برطرف ہوکر سوچو کہ عورتوں کیلئے بہ حیثیت عورت ہونے کے کیا چیز مفید ہوسکتی ہے اور کونسی مضر؟ عورتوں کی تعلیم کا مخالف اور اُن کی صحت و تندرستی کا دشمن کون احمق ہے؟ لیکن جس تعلیم سے تعلیم کے مقاصد حاصل نہ ہوں، اور جس طریقۂ حفظانِ صحت سے رہی سہی صحت بھی جاتی رہے اُسے کون گوارا کرسکتا ہے۔

© rasailojaraid.com